میں کہا گیا ہے کہ چند شر پسند یہ معاملہ اچھال رہے ہیں۔ لہٰذا یہ معاملہ ختم کر دیا جائے۔ اسے کہتے ہیں چوری اور سینہ زوری۔ سکول انتظامیہ نے پہلے توہین رسالت کا ارتکاب کیا اور بعد ازاں مسلمانوں کے احتجاج پر انھیں شر پسند کا لقب دے دیا۔ ذرائع نے بتایا ہے کہ قربان سکول کے لیڈیز سٹاف میں اکثریت قادیانیوں کی ہے۔ یہ قادیانی ٹیچرز بچوں کے ذہن میں ہر روز اسلام دشمن زہر گھولتی رہتی ہیں۔ حال ہی میں ایک سینئر قادیانی ٹیچر مسز ماجد کا انتقال ہوا تو اس کا جنازہ گھر سے قربان سکول لایا گیا جہاں مسٹر قربان علی نے نہ صرف دیگر قادیانی سٹاف کے ساتھ اس کے لیے دعائے مغفرت کی بلکہ تین دن تک اس قادیانی ٹیچر کے لیے پورے سکول میں قرآن خوانی کی گئی۔

ہم یہاں نہایت افسوس کے ساتھ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام دوستی کے حوالے سے پنجاب حکومت کا ریکارڈ بہت تسلی بخش نہیں ہے کیونکہ جہاں کہیں بھی توہین رسالت کا واقعہ ہوتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ وہاں کوئی نہ کوئی ایم این اے یا ایم پی اے بجائے اس واقعہ کی مذمت کرنے کے ملزمان کی سرپرستی میں فخر محسوس کرتا ہے اور بدقسمتی سے یہاں بھی ن لیگ کا ایم پی اے ملزمان کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان بھر میں خصوصاً پنجاب کے مختلف علاقوں میں قادیانی سرعام آئین، قانون اور عدالتی فیصلوں کا مذاق اڑاتے ہوئے خود کو مسلمان کہلواتے، اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے، گستاخانہ لٹریچر تقسیم کرتے، شعائر اسلامی کا تمسخر اڑاتے اور اسلامی مقدس شخصیات و مقامات کی توہین کرتے اور اس راستہ میں رکاوٹ بننے والے مسلمانوں کو بڑی بے دردی سے قتل کر دیتے ہیں جبکہ پنجاب حکومت اس سلسلہ میں پُر اسرار خاموشی اختیار کیے ہوئے ہے۔ اس کے باوجود ہم زنجیر عدل ہلاتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس واقعہ کا فوری طور پر نوٹس لیں اور اس کتاب کے پبلشر الطاف ایجوکیشنل پبلشرز بنگالی گلی اردو بازار لاہور، قربان سکول کے مالک مسٹر قربان علی، کتاب کو تیار کرنے والے مسز عابدہ محمود، مس سعدیہ سعید، مسز ناہید نعیم، مس صائمہ خاں، مس ساجدہ پروین اور سید یاسر علی کے خلاف قانون توہین رسالت کا ارتکاب کرنے پر تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی کے تحت مقدمہ درج کیا جائے اور ملزمان کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے تا کہ آئندہ کسی کو ایسی ناپاک حرکت کرنے کی جرأت نہ ہو سکے۔